

ماہ ذالحج پوسٹ کنٹنس

کنٹ نمبر 1

بارہ مہینوں میں حرمت والے مہینوں میں عبادت کا اپنا ایک مقام ہے۔ عشرہ ذی الحجہ کے باقی ایام سے امتیاز کا

ایک سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بڑی بڑی عبادات جمع ہو جاتی ہیں جیسے روزہ، قربانی اور حج۔

اللہ کریم فرماتا ہے: قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔ (الفجر: 1-2) سیدنا عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں: اللہ

تعالیٰ نے جن دس راتوں کی قسم کھائی ہے، یہ ذوالحجہ کی پہلی (دس) راتیں ہیں۔“ (تفسیر طبری) دس راتوں

سے مراد ذوالحجہ کی دس (راتیں) ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

فضیلت: سورہ فجر ”قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی“ سے مراد ذی الحجہ کے پہلے 10 دن رات کی قسم ہے (شعب

الایمان 3740)۔ شعب الایمان 3479 ”ذی الحجہ سب سے عظیم مہینہ ہے“۔ شعب الایمان 3481 اور

مسند احمد 5446 ”دس دن بھی مبارک اور ان میں کئے گئے نیک اعمال بھی اللہ کے ہاں محبوب ہیں۔“

کسی دن کا عمل (اللہ تعالیٰ) کے ہاں ان (دس) دنوں کے عمل سے افضل نہیں۔ صحابہ نے پوچھا: کیا جہاد بھی

نہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ”جہاد بھی نہیں۔ مگر وہ شخص جو دشمنوں سے لڑتے ہوئے اپنی جان و مال کی بازی لگا

دی اور (ان میں سے) کسی چیز کے ساتھ واپس نہ لوٹے۔“ (صحیح البخاری 969)

عبادت: شعب الایمان 3473: ان 10 دنوں میں تہلیل، تحمید، تکبیر اور تسبیح کرو۔ ابوداؤد 2438 ”جہاد سے افضل ان 10 دنوں کی عبادت ہے۔“ ترمذی 758 ”ذی الحجہ کے ابتدائی 9 دن کے ایک روزے کا ثواب ایک سال کے روزے کے برابر ہے اور رات کو قیام لیلتہ القدر کے برابر ہے۔“ ابوداؤد 2437 ”حضور ﷺ بھی ذی الحجہ کے 9 دن کے روزے رکھتے۔“

ممانعت: مسلم 5117: ”حضور ﷺ نے فرمایا جس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو چاند نظر آنے کے بعد ناخن اور بال وغیرہ نہ کٹوائے۔“ ابوداؤد 2789: اگر غریب آدمی بھی چاند دیکھنے سے پہلے بال اور ناخن کٹوالے اور اُس کے بعد عید کی نماز کے بعد کٹوائے تو قربانی کا ثواب پائے۔

حماقت: مندرجہ بالا قرآن و سنت پر عمل کرنا مستحب ہے لیکن ان کا درجہ ایک فرض کے برابر نہیں ہے، اسلئے کوئی یہ نہ سمجھے کہ فرض چھوڑ کر ان اعمال کو کرے بلکہ فرائض کے ساتھ ساتھ مستحبات پر عمل کرے۔

کمٹ نمبر 2

کھانے پینے کے دن

کھانا تو کھانا ہی ہوتا ہے مگر جو حکم رسول کے مطابق کھانا کھایا جاتا ہے جیسے صحیح مسلم 2677: حضور ﷺ نے فرمایا ”ایام تشریق یعنی ذوالحجہ کے 11، 12، 13 کھانے پینے کے دن ہیں“ اور دس کو قربانی کا دن بھی اس میں شامل ہے۔

تین دن: کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ تین دن سے زیادہ گوشت کا ذخیرہ نہیں کرنا چاہئے یا ذی الحج میں ہی قربانی کا گوشت ختم کرنا چاہئے کیونکہ محرم میں قربانی کا گوشت منع ہے حالانکہ احادیث میں آتا ہے:

راوی سیدہ عائشہ، نبی کریم ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ صرف ایک سال اس کا حکم دیا تھا جس سال قحط پڑا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے چاہا تھا (اس حکم کے ذریعہ) کہ جو مال والے ہیں وہ (گوشت محفوظ کرنے کے بجائے) محتاجوں کو کھلا دیں اور ہم بکری کے پائے محفوظ رکھ لیتے تھے اور اسے پندرہ پندرہ دن بعد کھاتے تھے۔ ان سے پوچھا گیا کہ ایسا کرنے کے لیے کیا مجبوری تھی؟ اس پر ام المؤمنین ہنس پڑیں اور فرمایا آل محمد ﷺ نے سالن کے ساتھ گیسوں کی روٹی تین دن تک برابر کبھی نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ اللہ سے جا ملے۔ (صحیح بخاری 5423، ابن ماجہ 3159،

صحیح مسلم 1971)

رسول اللہ ﷺ نے قربانی کا گوشت تین دن سے زیادہ کھانے سے منع فرمایا کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں قربانی کے وقت کچھ (خانہ بدوش) لوگ مدینہ آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین دن (گوشت کا) ذخیرہ کرو اور باقی صدقہ کر دو۔“ پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا: یا رسول اللہ! لوگ اپنی قربانیوں سے فائدہ اٹھاتے تھے، چربی پگھلاتے اور (کھالوں کی) مشکیں بناتے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کیا بات ہے؟“ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! آپ نے تین دنوں سے زیادہ قربانیوں کا گوشت روکے

رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہیں ان لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو

تمہارے پاس (مدینہ میں) آئے تھے۔ پس (اب) کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کرو۔ (موطا امام مالک)

نتیجہ: وقت و حالات کے ساتھ ارد گرد نگاہ ڈال کر گوشت کی تقسیم کرنی چاہئے۔ کبھی ذخیرہ کر لیں اور کبھی تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے۔

کیا بات ہے: آخری حج میں آپ ﷺ قربان گاہ کی طرف گئے اور وہاں آپ ﷺ نے 63 اونٹ اپنے ہاتھوں سے نحر کیے، اور پھر بقیہ اونٹ سیدنا علی کو نحر کرنے کیلئے دے دیے، اس کے بعد آپ ﷺ نے ہر اونٹ کے گوشت میں سے تھوڑا سا حصہ ایک ہنڈیاں میں ڈالنے کا حکم دیا، پھر اسے پکایا گیا اور دونوں نے ان کا گوشت کھایا اور شوربہ نوش کیا۔“ (صحیح مسلم 2950)

اسلئے مختلف دوست اپنے گھروں میں آپس میں یا رشتہ داروں میں بیٹھ کر یا کسی بھی طریقے سے پکا کر اسلئے کھا رہے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے تو اس کا مزہ ہی کچھ اور ہے کیونکہ ادھر نماز کا وقت ہوتا ہے تو ساتھ تکبیرات پڑھی جاتی ہیں جو 13 کی عصر کو ایام تشریق کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں۔ اللہ کریم ان کو اجر دے جو اپنے کھانے میں غریبوں کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔

حقیقت: اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ہر محبت کو زوال آ جاتا ہے مگر روٹی کی محبت ایسی ہے جس کو ساری عمر زوال نہیں آتا بلکہ پیٹ مختلف چیزیں مانگتا ہی رہتا ہے۔ اسلئے بڑھاپے کے عالم میں بھی ڈاکٹر کہہ دیں گے کہ

آپ کو شوگر ہے اور آپ نے چینی والی چیزیں نہیں کھائیں تو بندے کہیں گے کہ موت تو آتی ہے یادوائی تو کھانی ہے مٹھائی کھا لینے دو۔ کھائیں مگر احتیاط کے ساتھ۔ اللہ کریم ہمیں سمجھنے کی توفیق دے۔

کمٹ نمبر 3

ایام تشریق

ایام تشریق کو قرآن و سنت کے مطابق منانے کے لئے اور 9 ذی الحج کا روزہ رکھنے کے لئے پوسٹ مطالعہ کر کے اپنا ایمان تازہ کرتے ہیں۔

1۔ تکبیر تشریق کی مشروعیت اس وقت کی تعظیم کے لیے ہے، جس میں مناسک حج ادا کیے جاتے ہیں۔ اس لیے

اس کی شروعات یوم عرفہ سے ہوتی ہے کہ اس دن حاجی عرفات کے میدان میں قیام کرتے ہیں۔

2۔ 9 ذی الحج کی فجر سے 13 ذی الحج کی عصر تک تکبیرات تشریق "اللہ اکبر اللہ اکبر لا اِلهَ اِلاَّ اللہُ واللہُ اکبر اللہ اکبر

وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ" کہی جاتی ہیں اور یہ عمل مندرجہ ذیل عربی میں لکھی تمام روایات کا حاصل ہے جس میں رسول اللہ

ﷺ اور صحابہ کرام 9 ذی الحجہ کے دن فجر کی نماز سے 13 ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد

تکبیرات تشریق جہراً کہتے تھے:

۱۔ عن جابر عن ابی الطفیل عن علی وعمار بن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یجسر فی المکتوبات بـ { بسم اللہ الرحمن

الرحیم } ، وکان یقنت فی الفجر، وکان یکبر یوم عرفۃ صلاة الغداة ویقطعها صلاة العصر آخر ایام التشریق"۔ (سنن

٢- عن عبد الرحمن بن سابط عن جابر: قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يكبر يوم عرفة صلاة الغداة إلى صلاة العصر

آخر أيام التشريق. " (السنن الكبرى للبيهقي 3/315)

٣- عن أبي الطفيل عن علي وعمار: إن النبي صلى الله عليه وسلم كان يجسر في المكتوبات بسم الله الرحمن الرحيم، و

كان يقنت في صلاة الفجر، وكان يكبر من يوم عرفة صلاة الغداة ويقطعها صلاة العصر آخر أيام التشريق. " (1/439)

٤- وذهب أكثر أهل العلم إلى أنه ابتدئ التكبير عقب صلاة الصبح من يوم عرفة، ويختتم بعد العصر من آخر أيام

التشريق، وهو قول عمرو بن علي، وبه قال مكحول، لما روى عن جابر بن عبد الله إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان

يصلي صلاة الغداة يوم عرفة، ثم يستند إلى القبلة، فيقول: الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله، والله أكبر، الله أكبر

ولله الحمد، ثم يكبر دبر كل صلاة إلى صلاة العصر من آخر أيام التشريق. " (شرح السنة 7/146)

صحابه كرام رضي الله عنهم اور تكبيرات تشريق

١- عن علي رضي الله عنه إنه كان يكبر بعد صلاة الفجر يوم عرفة إلى صلاة العصر من آخر أيام التشريق، ويكبر بعد

العصر. " (إعلاء السنن، باب تكبيرات التشريق: 4/148)

٢- عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ: يُكَبِّرُ مِنْ غَدَاةِ عَرَفَةَ إِلَى آخِرِ أَيَّامِ النَّحْرِ لَا يُكَبِّرُ فِي الْمَغْرِبِ: اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ اللَّهُ

أَكْبَرُ وَأَجَلُ اللَّهُ أَكْبَرُ عَلَى مَا هَدَانَا. " (السنن الكبرى للبيهقي: 6504)

کمٹ نمبر 4

۳۔ عن عبد اللہ بنہ کان یکبر ایام التشریق: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد". (المصنف ابن

ابی شیبہ: 5694)

حضرت علی و ابن عباس و عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین ایام تشریق میں یہ تکبیریں پڑھا کرتے تھے۔

3۔ ان دنوں کو ایام تشریق کیوں کہتے ہیں؟

پہلی بات: ایام ”یوم“ کی جمع ہے اور یوم دن کو کہتے ہیں جیسے یوم پاکستان وغیرہ۔ عید الاضحیٰ کے بعد کے تین

دنوں (11, 12, 13 ذی الحج) کو ”ایام تشریق“ کہتے ہیں۔

دوسری بات: ایام تشریق کو ”ایام تشریق“ کہنے کے متعلق یہ قول ہیں:

1۔ تشریق کا معنی ہے گوشت کے پارچے (ٹکڑے) بنا کر ان کو دھوپ میں سکھانا اور عربوں میں گوشت خشک

کرنے کو ”تشریق“ کہتے ہیں۔

2۔ قربانی کے جانور کو اس وقت تک ذبح نہیں کیا جاتا جب تک سورج طلوع نہیں ہوتا اور عید کی نماز سورج کے

طلوع ہونے (شروق الشمس) پر ادا کی جاتی ہے، لہذا پہلے روز کے بعد آنے والے ان تمام دنوں کو ایام تشریق

کہتے ہیں۔

3۔ سورہ بقرہ کی آیت 203 (وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ) کے مطابق ایام تشریق کو ”ایام معدودات“ بھی کہا جاتا ہے۔

تیسری بات: حقیقی ایام تشریق 11, 12, 13 ذی الحج کے تین ایام کو کہتے ہیں۔ 9 تا 13 ذی الحج (5 دن) کو مجازاً ایام تشریق اسلئے کہتے ہیں کہ 9 ذوالحجہ کی فجر سے 13 ذوالحجہ کی عصر تک (5 دن) تکبیر تشریق (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد) پڑھی جاتی ہیں (ہدایہ 420/4) حقیقی تین دن اور مجازی پانچ دن ایام تشریق کے ہیں۔

چوتھی بات: ان تین حقیقی ایام تشریق (11, 12, 13 ذی الحج) کے متعلق رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔ البتہ یوم نحر (قربانی کا دن) بھی کھانے پینے کا ہے اور یہ تین دن اس کے تابع ہیں لہذا ان چار دنوں اور عید الفطر (کل پانچ دن پورے سال) میں روزہ رکھنا حرام ہے۔

پانچویں بات: ایام تشریق میں روزے رکھنے کی ممانعت آئی ہے تو اس سے مراد ایام تشریق کے حقیقی معنی ہیں کیونکہ اگر تکبیر تشریق والے ایام بھی مراد لیں گے تو پھر روزے کے ممنوع ایام پانچ نہیں بلکہ چھ ہو جائیں گے جو کہ خلاف شریعت ہے۔

پانچ دن: ابوداؤد 2416 "حضور ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا"۔ صحیح

مسلم 2677 "ایام تشریق یعنی ذوالحجہ کے 11, 12, 13 تاریخ کے ایام کے بارے میں حضور ﷺ نے

فرمایا: ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں۔

چھٹی بات: یہ دن خوشی کے دن ہیں لیکن پھر بھی فرمایا گیا کہ **وَادْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ** (اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کو گنتی کے چند دنوں میں) اس آیت سے مراد ایام تشریق میں نمازوں کے بعد پڑھی جانے والی تکبیرات، قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت کی تکبیرات اور حج کرنے والوں کے لئے رمی جمار کی تکبیرات وغیرہ ہیں۔

تکبیرات تشریق: ہر مرد کے لئے اونچی آواز میں اور عورت کے لئے آہستہ آواز میں 9 ذوالحجہ کی فجر سے لے کر 13 ذوالحجہ کی عصر تک تکبیرات تشریق کا ایک مرتبہ کہنا واجب ہے۔ سلام کے فوری بعد یہ تکبیرات کہنی چاہئیں۔

اہم بات: یہ تکبیریں ہر نماز کے فوراً بعد قبلہ رخ رہتے ہوئے، کسی سے بات چیت کئے بغیر کہنی ہیں۔

کمٹ نمبر 5

تکبیر تشریق نماز کے بعد کب تک؟

فرض نماز کے بعد فوراً تکبیر تشریق کہہ لینی چاہیے، لیکن اگر دعا مانگتے ہوئے کسی کو یاد آئے تو اُسی وقت پڑھ لے، واجب ادا ہو جائے گا۔ نماز کا سلام پھیرنے کے بعد جب تک قبلہ سے سینہ نہ پھیرا ہو اور نہ کوئی ایسا کام کیا ہو جس سے نماز کی بنا ممنوع ہو جاتی ہے، اس وقت تک یہ تکبیر کہی جاسکتی ہے۔ نماز کے سلام کے بعد اگر کسی

نے قہقہہ لگایا یا عمداً حدث کیا، یا کلام کیا تو اب یہ تکبیر نہیں کہہ سکتا۔ البتہ اگر سلام کے بعد خود بخود حدث ہو گیا ہو تو یہ تکبیر کہہ لے، کیوں کہ ان کے لیے وضو شرط نہیں ہے۔ (الہندیہ)

کمٹ نمبر 6

قربانی تین دن

1۔ نماز، روزہ، حج اور قربانی کے دن متعین ہیں تاکہ ہر مسلمان مقررہ وقت پر اپنی عبادت پوری کر سکے جیسے قرآن مجید میں ہے کہ نماز اپنے مقررہ وقت پر فرض ہے (النساء 103)، حج کیلئے بھی متعین مہینے ہیں (البقرہ 189)، روزہ سورج ڈوبنے تک پورا کرو (البقرہ 187) اور بخاری 5545 ”جس نے نماز عید الاضحیٰ سے پہلے قربانی کر لی وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے۔

2۔ کنز العمال 12676 حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قربانی تین دن اور پہلا دن افضل ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قربانی عید کے دو دن بعد تک ہے (موطا امام مالک) سنن کبریٰ بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قربانی عید کے بعد دو دن ہے۔

3۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی نے لکھا کہ 6 جلیل القدر صحابہ کرام (حضرت عمر، علی، ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں کہ قربانی تین دن (10، 11، 12) ہے اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی 4 صحابہ کرام سے ثابت کیا کہ قربانی تین دن ہے۔

4۔ چار ائمہ کرام میں سے تین امام (ابو حنیفہ، مالکی، حنبلی رحمۃ اللہ علیہم) کے نزدیک قربانی 10، 11،

12 کی مغرب سے پہلے پہلے تک ہے اور 13 کو قربانی جائز نہیں، صرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الام میں 13 ذی الحج کو قربانی صرف جائز سمجھتے ہیں لیکن پھر بھی ابو داؤد 1765: افضل قربانی 10 ذی الحج کو ہی سب مانتے ہیں۔

5۔ چوتھے دن قربانی کرنے کا صحاح ستہ یعنی احادیث کی چھ کتابوں (بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابو داؤد) میں نہیں ہے، البتہ بہت سے غیر مقلد حضرات نے چوتھے دن کی قربانی کو جائز قرار دیا ہے مگر بہت سے اہلحدیث حضرات نے قربانی کو تین دن تک ہی جائز قرار دیا ہے، اہلحدیث کی متفقہ رائے نہیں ہے اور عوام کو ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ہم صحاح ستہ کو مانتے ہیں۔

6۔ چوتھے دن کی قربانی بہر حال امام شافعی کا مقلد کرنا چاہے تو جائز کی حد تک ہے مگر پسندیدہ پہلے دن کی قربانی ہی ہے اور غیر مقلد تو کبھی نہیں یہ بتائیں گے کہ کس ”مجتہد“ کے اصول پر صحیح احادیث پر عمل کرتے ہیں اور ضعیف احادیث کا انکار کرتے ہیں۔ (قربانی کے تین دن کے متعلق اہلحدیث، دیوبندی، بریلوی کے فتاویٰ اور اس پوسٹ کے حوالے کمنٹ سیکشن میں موجود ہیں۔

7۔ قربانی رات کو بھی کی جاسکتی ہے کیونکہ روشنی کا دور ہے اور رگیں کٹنے میں کوئی شک نہیں ہو سکتا، پہلے یہ دلیل تھی کہ رات کے وقت جانور کی چار رگیں کٹنے کا علم نہیں ہو سکتا کیونکہ روشنی نہیں ہوتی۔

8-12 ذی الحج کی مغرب سے پہلے پہلے جس نے جانور ذبح کر لیا قربانی ہوگی، کچھ لوگ غلط فہمی ڈالتے ہیں کہ قربانی اڑھائی دن ہوتی ہے یعنی 12 ذی الحج کو زوال سے پہلے پہلے ہوتی ہے، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

کمٹ نمبر 7

ایام تشریق

پہلی بات: ایام ”یوم“ کی جمع ہے اور یوم دن کو کہتے ہیں جیسے یوم پاکستان وغیرہ۔ عید الاضحیٰ کے بعد کے تین دنوں (11, 12, 13 ذی الحج) کو ”ایام تشریق“ کہتے ہیں۔

دوسری بات: ایام تشریق کو ”ایام تشریق“ کہنے کے متعلق یہ قول ہیں:

1- تشریق کا معنی ہے گوشت کے پارچے (ٹکڑے) بنا کر ان کو دھوپ میں سکھانا اور عربوں میں گوشت خشک کرنے کو ”تشریق“ کہتے ہیں۔

2- قربانی کے جانور کو اس وقت تک ذبح نہیں کیا جاتا جب تک سورج طلوع نہیں ہوتا اور عید کی نماز سورج کے طلوع ہونے (شروق الشمس) پر ادا کی جاتی ہے، لہذا پہلے روز کے بعد آنے والے ان تمام دنوں کو ایام تشریق کہتے ہیں۔

3- سورہ بقرہ کی آیت 203 (وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ) کے مطابق ایام تشریق کو ”ایام

معدودات“ بھی کہا جاتا ہے۔

تیسری بات: حقیقی ایام تشریق 11, 12, 13 ذی الحج کے تین ایام کو کہتے ہیں۔ 9 تا 13 ذی الحج (5 دن) کو مجازاً ایام تشریق اسلئے کہتے ہیں کہ 9 ذوالحجہ کی فجر سے 13 ذوالحجہ کی عصر تک (5 دن) تکبیر تشریق (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد) پڑھی جاتی ہیں (ہدایہ 420/4) حقیقی تین دن اور مجازی پانچ دن ایام تشریق کے ہیں۔

چوتھی بات: ان تین حقیقی ایام تشریق (11, 12, 13 ذی الحج) کے متعلق رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔ البتہ یوم نحر (قربانی کا دن) بھی کھانے پینے کا ہے اور یہ تین دن اس کے تابع ہیں لہذا ان چار دنوں اور عید الفطر (کل پانچ دن پورے سال) میں روزہ کھنا حرام ہے۔

پانچویں بات: ایام تشریق میں روزے رکھنے کی ممانعت آئی ہے تو اس سے مراد ایام تشریق کے حقیقی معنی ہیں کیونکہ اگر تکبیر تشریق والے ایام بھی مراد لیں گے تو پھر روزے کے ممنوع ایام پانچ نہیں بلکہ چھ ہو جائیں گے جو کہ خلاف شریعت ہے۔

پانچ دن: ابوداؤد 2416 "حضور ﷺ نے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزے رکھنے سے منع فرمایا۔"
مسلم 2677 "ایام تشریق یعنی ذوالحجہ کے 11, 12, 13 تاریخ کے ایام کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا: ایام تشریق کھانے پینے کے دن ہیں۔"

چھٹی بات: یہ دن خوشی کے دن ہیں لیکن پھر بھی فرمایا گیا کہ **وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ** (اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کو گنتی کے چند دنوں میں) اس آیت سے مراد ایام تشریق میں نمازوں کے بعد پڑھی جانے والی تکبیرات، قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت کی تکبیرات اور حج کرنے والوں کے لئے رمی جمار کی تکبیرات وغیرہ ہیں۔

تکبیرات تشریق: ہر مرد کے لئے اونچی آواز میں اور عورت کے لئے آہستہ آواز میں 9 ذوالحجہ کی فجر سے لے کر 13 ذوالحجہ کی عصر تک تکبیرات تشریق کا ایک مرتبہ کہنا واجب ہے۔ سلام کے فوری بعد یہ تکبیرات کہنی چاہئیں۔

اہم بات: یہ تکبیریں ہر نماز کے فوراً بعد قبلہ رخ رہتے ہوئے، کسی سے بات چیت کئے بغیر کہنی ہیں۔

کمٹ نمبر 8

تکبیر تشریق کی مشروعیت

تکبیر تشریق کی مشروعیت اس وقت کی تعظیم کے لیے ہے، جس میں مناسک حج ادا کیے جاتے ہیں۔ اس لیے اس کی شروعات یوم عرفہ سے ہوتی ہے کہ اس دن حاجی عرفات کے میدان میں قیام کرتے ہیں۔ (بدائع الصنائع) حضرت عکرمہؓ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ وہ عرفہ کے دن صبح سے ایام تشریق کے آخری دن تک تکبیریں کہتے تھے۔ (سنن کبریٰ بیہقی)

کمٹ نمبر 9

دیوبندی علماء کا فتویٰ کہ قربانی تین دن ہے 10، 11، 12

<https://darulifta-deoband.com/.../qurbani-slaughtering/68156>

کمنٹ نمبر 10

سوال: چوتھے دن کی قربانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

[/...https://forum.mohaddis.com/.../%DA%86%D9%88%D8%AA%DA%BE](https://forum.mohaddis.com/.../%DA%86%D9%88%D8%AA%DA%BE)

۱) قربانی کے ایام یوم النحر کے علاوہ بقیہ تین دن یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ قربانی کے ایام ہیں۔

اس بارے میں جمہور اہل علم کی دلیل سیدنا جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ: "کل ایام

التشریق ذبح" [1]۔

اس روایت کی سند میں تمام رجال ثقات ہیں۔ البتہ راوی سلمان بن موسیٰ کا سماع (سننا) صحابی جابر بن مطعم

رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔

جبکہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان میں بھی یہی روایت نقل کی ہے۔ لیکن اس کی سند میں بھی

انقطاع ہے یعنی عبد الرحمن بن ابی حسن کا سماع سیدنا جابر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔

اگرچہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے معرفۃ السنن میں اس انقطاع کا ذکر نہیں کیا۔ [2] نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ

اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے۔

"و حجة الجمهور حديث جبير بن مطعم رضي الله عنه رفعه (كل فاج منى منخر و كل ايام التشریق ذبح) اخرجه احمد لكن

في إسناده انقطاع و وصله الدارقطني و رواه ثقات". [3]

”یعنی اس حدیث کو متصل سند کے ساتھ امام دارقطنی نے روایت کیا اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں یوں تعدد

طرق کے سبب سے اس روایت کو محققین کی ایک جماعت نے قبول کیا ہے۔ مثلاً:

امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

"فقال الشافعي يجوز في يوم النحر و ايام التشریق ثلاثه بعده و من قال بهذا على ابن ابی طالب و جبير بن مطعم و ابن

عباس رضي الله عنهم و عطاء و الحسن البصري و عمر بن عبد العزيز

و سليمان موسى الأسدي فقيه اهل الشام و داود الظاهري". [4]

یعنی امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب، جبير بن مطعم، ابن عباس رضي الله عنهم، اور

سیدنا حسن بصری، عمر بن عبد العزيز سليمان موسى الاسدي اور داود ظاہری رحمہم اللہ جمیعاً یہ سب چار دن کی

قربانی کے قائل ہیں۔

جبکہ فتح الباری میں اہل شام کے امام امام اوزاعی رحمہ اللہ کا نام بھی مذکور ہے نیز امام ابن المنذر رحمہ اللہ

نے بھی اس تحقیق کو اختیار کیا ہے۔

تکبیر تشریق اور اس کا پس منظر

تکبیر تشریق کا پس منظر یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جبریلؑ جب حضرت اسماعیلؑ کے بدلے میں جانور لے کر پہنچے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس حال میں دیکھا کہ وہ اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لیے بس تیار ہی ہیں تو انھوں نے اس خوف سے کہ مجھے پہنچنے میں اگر ذرا سی دیر ہوئی تو ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر ڈالیں گے، اس لیے انھوں نے حضرت ابراہیم کو متنبہ کرنے کے لیے دور سے ہی پکارا: اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب انھیں دیکھا تو فرمایا: لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر۔ اور جب اسماعیلؑ کو فدیے کے جانور کا علم ہوا تو انھوں نے کہا: اللہ اکبر، واللہ الحمد۔ (البحر الرائق) اس طرح تکبیر تشریق کے الفاظ یہ ہوئے: اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ الْحَمْدُ۔ (کنز العمال)

کنٹ نمبر 12

قربانی صرف تین دن

<https://afkareraza.com/%D9%82%D8%B1%D8%A8%D8%A7%D9%86%>

/...DB

دین اسلام میں کئی ایک اہم اور مستم بالشان عبادتیں ہیں مثلاً: نماز، روزہ، حج، اور قربانی وغیرہ۔ ان تمام عبادتوں کو اوقات متعینہ کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے تاکہ بندہ مومن اسے وقت پہ ادا کریں۔ ہاں! اگر وہ وقت

کے بعد ادا نہ کی جائیں گی تو قضا کملائیں گی۔

نماز کے بارے میں وقت سے متعلق قرآن میں آیا ہے کہ ”نماز مومنوں پر الگ الگ وقت میں فرض ہے۔“
یعنی پنج وقتہ نماز میں سے ہر ایک کا وقت مقرر ہے۔ حج کے بارے میں فرمایا گیا: ”حج کے لیے معلوم اور متعین مہینے ہیں۔“ اسی طرح قربانی کے بارے میں حدیث میں ہے کہ: ”جس نے نماز عید الاضحیٰ سے پہلے قربانی کی وہ اس کی جگہ دوسری قربانی کرے“ روزے سے متعلق قرآن کا ارشاد ہے: ”رات تک یعنی سورج ڈوبنے تک روزہ پورا کرو۔“

غرض کے ان عبادتوں کو وقت کے ساتھ اس طرح مربوط اور مشروط کر دیا گیا ہے کہ عہد ازدواج و جد، اتنی اتنی، والی صورت پیدا ہو گئی ہے۔ اگر یہ عبادتیں وقت سے پہلے ادا کی جائیں تو سرے سے عبادت درست ہوگی ہی نہیں اور وقت گزر جانے کے بعد یہ عبادت انجام دی جائیں تو ان کی معنویت اور چاشنی ہی ختم ہو جائے گی۔
نیز وقت گزر جانے کے بعد یہ عبادت ادا کے بجائے قضا کملائیں گی اور قضا موجب عتاب ہے تو اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلامی عبادات کی ادائیگی میں وقت کی پابندی بہر حال ضروری ہے قربانی بھی انہیں عبادتوں میں سے ایک ہے جس میں وقت کی رعایت اور پابندی ضروری ہے قربانی کے اجر و ثواب اور اس عمل کے محبوب مستحسن ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں، ہاں قربانی کا وقت کب سے کب تک ہے؟ اور قربانی کتنے دنوں تک جائز ہے؟ اس مسئلہ میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے۔

امام شافعی کے علاوہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قربانی صرف تین دن تک جائز ہے۔ یعنی 10/ تا 12 ذی الحجہ / اور 13 ذی الحجہ کو قربانی جائز نہیں۔

ان ائمہ ثلاثہ کے علاوہ صحابہ کرام میں حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کا بھی یہی مسلک ہے کہ قربانی صرف تین دن تک جائز ہے۔

البتہ امام شافعی کا اختلاف ہے وہ چار دن تک قربانی کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کے بعد تیسرے دن بھی قربانی ہو سکتی ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں: وإما آخر وقت التضحية فقال الشافعي: تجوز في يوم النحر وإيام التشريق الثلاثة بعده... وقال ابو حنيفة ومالك واحد: تخص بيوم النحر ويومين بعده وروى هذا عن عمر بن الخطاب وعلی وابن انس رضی اللہ عنہم. (حوالہ: قربانی صرف تین دن، ص: 31، 32)

امام نووی نے تین دن قربانی سے متعلق چار صحابہ کرام کا ذکر فرمایا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ چار نہیں بلکہ 6 صحابہ کرام سے روایت منقول ہے کہ ایام قربانی صرف تین دن ہے ان 4 جلیل القدر صحابہ کرام کا ذکر تو امام نووی نے خود کیا ہے باقی دو صحابی جن سے تین دن کی روایت ثابت ہے وہ رئیس الحفاظ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔

علامہ ابن قدامہ حنبلی نے صحابہ کرام میں سے حضرت عمر، علی، ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ 10 ذی الحجہ اور اس کے بعد صرف دو دن قربانی جائز ہونے میں ان حضرات کا بھی یہی نظریہ ہے۔ (حوالہ: قربانی صرف تین دن، ص: 32)

صرف تین دن تک قربانی جائز ماننے والے صحابہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بھی ہیں چنانچہ علامہ عینی نے صاحب استذکار کے حوالے سے لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا قربانی کا وقت تین دن ہے۔ (حوالہ: ایضاً: ص 33)

صرف تین دن تک قربانی جائز ہونے کا نظریہ، صرف امام اعظم، امام مالک اور امام احمد بن حنبل ہی کا نہیں بلکہ 7 جلیل القدر صحابہ کرام کا بھی یہی نظریہ ہے تو اب یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ ان صحابہ کرام نے محض اپنی رائے یا طبیعت سے یہ نظریہ قائم نہیں فرمائی بلکہ انہوں نے یہ سنا ہے یا پھر حضور کو اس پر عمل کرتے دیکھا ہے حضرت عمر اور حضرت علی جیسے عظیم المرتب دین کے مقابلے میں جو غایت درجہ احتیاط فرماتے تھے وہ کوئی چھپی بات نہیں۔

فضائل و مسائل قربانی

لہذا ان سات صحابہ کرام کے اس مقدس یعنی تین دن قربانی جائز ہونے کو معنا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کذا اورایتہ فعل کذا کی منزل میں اتار لیا جائے گا۔ اور جب کوئی صحابی کہے کہ ”میں نے حضور سے فنا

بعد سنی یا حضور کو فلاں بات سنی یا حضور کو فلاں کام کرتے دیکھا" تو محدثین کے نزدیک یہ قول بالاتفاق معتبر ہے۔

مذکورہ تمام باتوں سے ثابت ہو گئی کہ قربانی صرف تین دن ہے لہذا اب اگر کوئی اس کا انکار کرے اس کے بارے میں یہی کہا جائے گا کہ اس کے عقل پر پردہ پڑ گیا

کمٹ نمبر 13

سوال: چوتھے دن کی قربانی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

/...https://forum.mohaddis.com/.../%DA%86%D9%88%D8%AA%DA%BE

۱) قربانی کے ایام یوم النحر کے علاوہ بقیہ تین دن یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذوالحجہ قربانی کے ایام ہیں۔

اس بارے میں جمہور اہل علم کی دلیل سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی روایت ہے کہ: "کل ایام

التشریق ذبح" [1]۔

اس روایت کی سند میں تمام رجال ثقات ہیں۔ البتہ راوی سلمان بن موسیٰ کا سماع (سننا) صحابی جبیر بن مطعم

رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔

جبکہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان میں بھی یہی روایت نقل کی ہے۔ لیکن اس کی سند میں بھی

انقطاع ہے یعنی عبد الرحمن بن ابی حسن کا سماع سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔

اگرچہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے معرفۃ السنن میں اس انقطاع کا ذکر نہیں کیا۔ [2] نیز حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے۔

"وجہ الجمهور حدیث جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ رفعہ (کل فاج منیٰ منخر وکل ایام التشریق ذبح) اخرجہ احمد لکن فی اسنادہ انقطاع ووصلہ الدارقطنی ورواہ ثقات"۔ [3]

”یعنی اس حدیث کو متصل سند کے ساتھ امام دارقطنی نے روایت کیا اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں یوں تعدد طرق کے سبب سے اس روایت کو محققین کی ایک جماعت نے قبول کیا ہے۔ مثلاً:

امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں فرماتے ہیں:

"فقال الشافعی یجوز فی یوم النحر وایام التشریق ثلاثہ بعدہ ومن قال بهذا علی ابن ابی طالب وجبیر بن مطعم وابن

عباس رضی اللہ عنہم وعطاء والحسن البصری وعمر بن عبد العزیز

وسليمان موسى' الأسدي فقيه أهل الشام وداؤود الظاهري"۔ [4]

یعنی امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب، جبیر بن مطعم، ابن عباس رضی اللہ عنہم، اور

سیدنا حسن بصری، عمر بن عبد العزیز سلیمان موسیٰ الاسدی اور داؤد ظاہری رحمہم اللہ جمیعاً یہ سب چار دن کی

قربانی کے قائل ہیں۔

جبکہ فتح الباری میں اہل شام کے امام امام اوزاعی رحمہ اللہ کا نام بھی مذکور ہے نیز امام ابن المنذر رحمہ اللہ نے بھی اس تحقیق کو اختیار کیا ہے۔

کنٹ نمبر 14

الحدیث کا فتویٰ قربانی تین دن ہے

<https://urdufatwa.com/view/1/13561>

کنٹ نمبر 15

قربانی کے تین دن ہیں

(حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ، الحدیث: 44)

/...https://forum.mohaddis.com/.../%D9%82%D8%B1%D8%A8%D8%A7

حضرت جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمام ایام تشریق ذبح کے دن ہیں۔

(مسند احمد)۔ یہ روایت منقطع ہے۔

سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جبیر بن مطعمؓ کو نہیں پایا، امام بیہقی نے اس روایت کے بارے میں

فرمایا: ”مرسل“ یعنی منقطع ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۵ ص ۲۳۹، ج ۹ ص ۲۹۵)۔

امام ترمذی کی طرف منسوب کتاب العلل میں امام بخاری سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ”سلیمان لم یدرک احدا من اصحاب النبی ﷺ“ سلیمان نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں سے کسی کو بھی نہیں پایا۔
(العلل الکبیر ۱/۳۱۳)۔

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ کسی صحیح دلیل سے یہ ثابت نہیں ہے کہ سلیمان بن موسیٰ نے سیدنا جبیر بن مطعم کو پایا ہے۔

روایت نمبر ۲:

صحیح ابن حبان (الاحسان: ۳۸۴۳، دوسرا نسخہ: ۳۸۵۴) والکامل لابن عدی (۱۱۸/۳، دوسرا نسخہ ۲۶۰/۴) والسنن الکبریٰ للبیہقی (۲۹۵/۹) اور مسند البزار (کشف الاستار ۲/۲۷۲ ح ۱۱۲۶) وغیرہ میں ”سلیمان بن موسیٰ عن عبد الرحمن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم“ کی سند سے مروی ہے کہ (وفی کل ایام التشریق ذبح)۔
سارے ایام تشریق میں ذبح ہے۔ یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

۱: حافظ البزار نے کہا ہے: عبد الرحمن بن ابی حسین کی جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں ہوئی

(البحر الزخار ۸/۳۶۴ ح ۳۴۴۴، نیز دیکھئے نصب الراية ج ۳ ص ۶۱ والتمہید نسخہ جدیدہ ۲۸۳/۱۰)

۲: عبد الرحمن بن ابی حسین کی توثیق ابن حبان (الثقات ۱۰۹/۵) کے علاوہ کسی اور سے ثابت نہیں ہے

لہذا یہ مجہول الحال ہے۔

کمنٹ نمبر 16

عرفہ کے دن کی فضیلت

1۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قسم ہے حاضر ہونے والے کی اور جس کے پاس حاضر ہوا جائے۔ (البروج: 3) اکثر مفسرین کا موقف ہے کہ آیت کریمہ میں ”شاهد“ سے مراد ”جمعہ“ کا دن اور ”مشہود“ سے مراد عرفات کا دن ہے۔ (تفسیر طبری)

2۔ یوم عرفہ یعنی 9 ذی الحج کے روزے کا ثواب ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

(ترمذی 749)

3۔ ایک یہودی نے ان سے کہا: اے امیر المومنین! تمہاری کتاب میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو، اگر ہم یہودیوں پر اترتی تو ہم ضرور اس دن کو عید کا دن بنا لیتے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کونسی آیت ہے؟ وہ کہنے لگا: ایوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ: 3) تو عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ہم اس دن اور جگہ کو جانتے ہیں جس میں یہ نبی ﷺ پر اتری، اس وقت آپ عرفات (کے میدان) میں جمعہ کے دن کھڑے تھے۔“ (صحیح البخاری: 45، 7268، صحیح مسلم: 3017)

4۔ بے شک یہ آیت دو عید کے دنوں میں اتری، جمعہ اور عرفہ کا دن۔ (ترمذی 3044) یوم عرفہ، قربانی کا

دن اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کے لیے عید ہیں اور یہ ایام کھانے پینے کے ہیں۔ (ابوداؤد 2419، ترمذی

5۔ عرفہ کے دن کے روزے کے بارے میں مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ یہ گزشتہ اور آئندہ (دو) سالوں کے

(گناہوں) کا کفارہ ہوگا۔ (صحیح مسلم: 1162)

7۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک سب سے عظیم دن قربانی کا دن، پھر ”یوم القر“ ہے۔ (ابوداؤد 1765) یَوْمُ

الْقَرِّ: عید الاضحیٰ کا دوسرا دن مراد ہے۔

کنٹ نمبر 17

غیر مقلدین، امام الشافعی کی تقلید میں تین دن کی بجائے چار دن قربانی کرنے کے قائل ہیں لہذا وہ ۱۳ ذوالحجہ کو

بھی قربانی کرتے ہیں

ابن قیم نے زاد المعاد میں روایت پیش کی ہے: ابن المنذر نے علی سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ (اللہ

تعالیٰ نے جن معلوم دنوں میں قربانی کا حکم دیا ہے) ان معلوم دنوں سے مراد یوم النحر اور اس کے بعد تین دن

ہیں۔ (اسے ابن المنذر نے روایت کیا ہے۔ (کنز العمال: 4528) نیز دیکھیے (زاد المعاد: 2، 291، چشتی)

لیکن کنز العمال جیسی کتاب میں سند تک تو موجود نہیں ہے اور باوجود تلاش کے اس کی سند دریافت نہ ہو سکی۔

بیہقی سنن الکبریٰ میں روایت لکھتے ہیں: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مُوسَى، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ... وَكُلُّ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ ذَبْحٌ

اس روایت میں ہے کہ ایام التشریق میں قربانی ہے

کتاب جامع التحصیل فی احکام المراسیل میں سلیمان بن موسیٰ الدمشقی کے لئے ہے

قال البخاری ہو مرسل لم یدرک سلیمان احدا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بیہقی سنن الکبریٰ میں یہی راوی سلیمان بن موسیٰ کہتے ہیں کہ قربانی تین دن ہے

قال: وَحَدَّثَنِي إِبرَاهِيمُ بْنُ هَاشِمٍ، ثنا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى، ثنا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، عَنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوسَى، أَنَّهُ قَالَ:

النَّحْرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَقَالَ كُحُولٌ: صَدَقَ۔

غیر مقلدین امام الشافعی، امام النووی کے حوالے دیتے ہیں جو سب شافعی فقہ پر تھے لہذا یہ سب چار دن قربانی کی

قائل ہیں۔ ان کے مقابلے میں حنابلہ، مالکیہ اور احناف تین دن قربانی کے قائل ہیں۔

قربانی 3 دن ہے چوتھے دن کو قربانی نہیں بلکہ خلاف سنت ہے

عَنْ ابْنِ عُمر قَالَ الْأَيَّامُ الْمَعْلُومَاتُ... فَأَلْمَعْلُومَاتُ يَوْمُ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهُ۔ (تفسیر ابن ابی حاتم رازی ج 6

ص 261، چشتی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ”ایام معلومات۔ چنانچہ ایام معلوم یوم نحر

(دسویں ذی الحجہ) اور اس کے بعد دو دن (11، 12 ذی الحجہ) ہیں۔“

عَنْ عَلِيٍّ النَّحْرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ (احکام القرآن امام طحاوی ج 2 ص 205)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”کہ قربانی تین دن ہے۔“

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَلَدَّ النَّبِيُّ بَعْدَ النَّحْرِ يَوْمَانِ - (سنن کبریٰ بیہقی ج 9 ص 297 باب من قال الاضحیٰ یوم النحر)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”قربانی (دسویں ذی الحجہ یعنی عید کے دن کے)

بعد صرف دو دن ہے۔

قربانی کے تین دن کے متعلق غیر مقلدین کا فیصلہ

حافظ زبیر علی زئی (غیر مقلد) لکھتے ہیں: ”قول رائج میں قربانی تین ہیں۔

(مقالات علی زئی ج 2 ص 219 الحدیث 44 ص 6 تا 11)

نیز لکھتے ہیں: ”سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) اور جمہور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کا یہی قول ہے کہ قربانی

کے تین دن ہیں ایک عید الاضحیٰ اور دو دن بعد میں تو ہماری تحقیق میں رائج ہے اور امام مالک (رحمہ اللہ) نے

بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ (فتاویٰ علی زئی ج 2 ص 181)

مولوی عمر فاروق غیر مقلد لکھتے ہیں: ”تین دن قربانی کے قائلین کا مذہب رائج اور قرین صواب ہے۔ (قربانی

اور عقیقہ کے مسائل ص 137)

عید کے چوتھے دن قربانی کرنا سنت سے ثابت نہیں: مولوی محمد فاروق (غیر مقلد) لکھتے ہیں: بعض لوگ قصداً

قربانی میں تاخیر کر کے تیرہ ذوالحجہ کو ذبح کرتے ہیں اور تاثر یہ دیا جاتا ہے کہ چونکہ یہ دن بھی ایام قربانی میں

شامل ہے اور اس دن لوگوں نے قربانی ترک کر دی ہے لہذا ہم یہ عمل سنت متروکہ کہ احیاء کی خاطر کرتے ہیں لیکن چوتھے دن قربانی کرنا سنت سے ثابت ہی نہیں تو متروکہ سنت کیسے ہوئی؟ بلکہ ایام قربانی تین دن (10، 11، 12 ذوالحجہ) ہیں، تیرہ ذوالحجہ کا دن ایام قربانی میں شامل ہی نہیں۔ (قربانی اور عقیقہ کے مسائل

ص 141)۔

ماہ ذالحج

آرٹیکل (Main Facebook Page) پہ پڑھنیج کیلئے نیچے لنک پہ کلک کریں:

[https://m.facebook.com/story.php?](https://m.facebook.com/story.php?story_fbid=264920066209477&id=100080744567949&mibextid=Nif)

story_fbid=264920066209477&id=100080744567949&mibextid=Nif

5oz